THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

ماحولیاتی تلوث پر فقہائے کرام کے تعزیری احکام

تحفظِ ماحول پر اسلامی تعلیمات کی عصری معنویت

PUNITIVE RULINGS OF JURISTS ON ENVIRONMENTAL POLLUTION-CONTEMPORARY SIGNIFICANCE OF ISLAMIC TEACHINGS FOR ENVIRONMENTAL PROTECTION

Sadia Jawaid
Lecturer, Govt. Islamia Graduate College Cooper Road Lahore.
Email: sadia.javaid241@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0009-0007-0984-4903

To cite this article:
Jawaid, Sadia. "PUNITIVE RULINGS OF JURISTS ON ENVIRONMENTAL POLLUTION-CONTEMPORARY SIGNIFICANCE OF ISLAMIC TEACHINGS FOR ENVIRONMENTAL PROTECTION." The Scholar Islamic Academic Research Journal 9, No. 2 (December 22, 2023).

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 9, No. 2 ||July –December 2023 || P. 140- 179
DOI:	10.29370/siarj/issue17urduar8
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	https://siarj.com
Published online:	2023-12-22
Journal is Indexed by:	DOAJ |AIL| Almanhal |National Library of Australia |Academia, |DRJI |WorldCat |SCILIT |Gale| The Internet Archive|10-A Digital Library||Harvard Library E-Journals|-Library | University of Ottawa| ScienceGate| NAVER Academic, Asian Digital Library| Tehqeeqat, |SEMANTIC SCHOLAR | Publon| Repository |Globethics| EuroPub database| Cornell University Library | Advanced Sciences Index

CC BY NC SA
Open Access

ماحولیاتی تلوث پر فقہائے کرام کے تعزیری احکام
تحفظِ ماحول پر اسلامی تعلیمات کی عصری معنویت

PUNITIVE RULINGS OF JURISTS ON ENVIRONMENTAL POLLUTION-CONTEMPORARY SIGNIFICANCE OF ISLAMIC TEACHINGS FOR ENVIRONMENTAL PROTECTION

Sadia Jawaid

ABSTRACT:

Concerning the alarming pace of environmental pollution globally, it is crucial to consider any points of view, especially faith-based perspectives, to tackle this complex situation. This research analyses the current consequences of Islamic environmental regulations, specifically examining jurists' views on ecological sustainability, private property, and penalties for individuals causing environmental damage. Scholars in the Islamic faith have expressed different judgments and concepts regarding environmental pollution. The instructions cover conserving the planet, securing private belongings, and outlining penalties for individuals harming their surroundings. The article analyses how jurists handle ecological problems within Islamic law by drawing from conventional Islamic legal texts and modern interpretations. The investigation uncovers a variety of legal decisions that highlight the significance of ecological preservation as a matter of faith and ethical need. Jurists emphasize the interdependence between humans and larger ecosystems and promote ethical handling of earth's resources. Moreover, they emphasize the concept of transparency, stating that people are responsible for the outcomes of their choices in their surroundings. This article aims to clarify the legal viewpoints on environmental pollution to enhance current debates on environmental ethics and policy development. The importance of Islamic jurisprudence in dealing with current environmental issues is highlighted, emphasizing the need for more focus on the moral aspects of protecting the environment in various cultures and religions. Eventually, it supports an integrated strategy that combines moral, legal, and theological factors in protecting the earth for subsequent generations.

KEYWORDS: Environment, Pollution, Punitive Rulings, Jurists, Protection, Islam

کلیدی الفاظ: ماحولیاتی، تلوث، تعزیری احکام، تحفظِ ماحول، فقہاء

انسان کی تکنیکی اور صنعتی ترقی کی وجہ سے قدرتی وسائل کے استعمال میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے جو کہ تمام انسانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں۔ اس مشترکہ ملکیت میں ایک خاص حد تک تصرف کرنے کا حق بھی انسان کو دیا گیا ہے، لیکن شریعت نے انسان پر بعض حدود بھی قائم کر دی ہے جن کے ساتھ احتیاط اور انہیں ایک حد میں رہ کر استعمال کر سکتا ہے۔ انسان کے جملہ معاملات و حقوق ہیں ان میں سے بعض حقوق کا خیال اس پر لازم ہیں، جیسے کہ قدرتی وسائل میں نفع اٹھانے کا حق، راستہ کا حق، پڑوس کا حق ان حقوق سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا، مگر ان سے ایک خاص حد تک نفع حاصل کرنے کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلام کا عمومی قاعدہ ہے کہ "نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ بدلے میں نقصان اٹھاؤ" اسی پیش نظر تمام بنی نوع انسان کو نقطہ اعتدال پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور انسان کے جائز تصرفات کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔

قواعد فقہیہ اور ماحولیاتی تلویث:

شریعت اسلامیہ میں ایسے بہت سے قاعدے اور کلیات موجود ہیں جن کے ذریعے ہر نئے رونما ہونے والے مسئلے کا حل قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں نکالا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے فقہائے کرام نے نصوص قرآنی اور حدیث مبارکہ سے ایسے قواعد مستنبط کئے ہیں جن کے ذریعے دیگر جدید مسائل کی طرح ماحولیاتی مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے ذیل میں اس سلسلے میں ایک اہم ترین اصولی روایت جس کو فرد کی معاشرتی حیات کے لیے فقہاء نے ایک قاعدہ فقہیہ کی حیثیت مقرر کی ہے، جس سے معاشرہ کے ان گنت مسائل میں فیصلہ کن اہمیت رکھتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ وَلِلرَّجُلِ أَنْ يَجْعَلَ خَشَبَةً فِي حَائِطِ جَارِهِ

"شریعت میں کسی فرد کو نقصان برداشت کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی نقصان دینے کی، اگر کسی فرد کو ضرورت محسوس ہو تو وہ اپنے ہمسائے کی دیوار پر لکڑی رکھ سکتا ہے۔"[1]

آلودگی کی تمام اقسام کا ضرر اور ان کے نقصانات زیادہ ڈھکے چھپے نہیں اور ایسے اسباب اختیار کرنا جس کی وجہ سے آلودگی میں اضافہ ہو اور اس کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچتا ہو تو بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ اس نقصان سے دوسروں کو بچایا جائے۔ اس سلسلے میں فقہاء کرام نے بعض تصریحات بیان فرمائی ہیں ان کا جائزہ درج ذیل ہیں۔

[1] Imam Ahmad ibn Hanbal, Al-Musnad, (Beirut: Al-Maktab Al-Islami, 1398 AH), Vol. 1, p. 313, Hadith No: 2867

ضرر وضرار کو بعض حضرات نے مترادف قرار دیا ہے، جیسے قتل اور قتال کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، لیکن بعض سکالراور اہل زبان نے اس کو مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے، اہل زبان کے نزدیک ضرر وضرار کے مطالب میں بھی فرق ہے ۔

اس کی بہترین تشریح علامہ خشنیؒ نے کی ہے "کہ فرد اپنی منفعت کے لیے جو عمل کرے اگر اس سے دوسرے کو نقصان پہنچے یہ ضرر ہو گا، مگر ایسا عمل جس سے اس کوئی منفعت حاصل نہ ہو لیکن وہ دوسروں کے لیے مضر ہیں تو یہ ضرار ہے[2]، علامہ ابن عبد البرؒ اور ابن الصلاح وغیرہ نے اسی معنیٰ کو ترجیح دی ہے۔[3]

چنانچہ انسانی غذاؤں میں صرف ایسی چیزیں حلال کی گئی ہیں جو انسانوں کے لئے مضرت رساں نہ ہوں، قرآن کہتا ہے:

قُل لاَّ أَجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلاَّ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ

"اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر نازل کردہ احکام میں کھانے والے کے لئے کوئی حرام چیز موجود نہیں ہے، الا یہ کہ وہ مردار، بہنے والا خون یا لحم خنزیر ہو کہ یہ گندی چیزیں ہیں۔"[4]

راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو صدقہ قراد دیا گیا، حضرت ابو ہریرہؓ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں:

يميط الأذى عن الطريق صدقة

"راستہ سے گندگی کو دور کرنا صدقہ ہے۔"[5]

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے روکا گیا، کہ یہ مفاد عامہ کی چیز ہے، اور اس سے آبی اور فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے:

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ.

---

[2] Ibn Abd Al-Barr, Al-Tamhid lima fi Al-Muwatta min Al-Ma'ani wal Asanid, (Mashkaat Al-Islamiyyah, 2016 CE), Vol. 20, p. 159

[3] Abu Al-Sa'adat Al-Mubarak bin Muhammad Al-Jazri, Al-Nihayah fi Ghareeb Al-Athar, (Beirut: Al-Maktabah Al-Ilmiyyah, 1399 AH), Vol. 3, p. 172

[4] Quran 6:145

[5] Bukhari, Al-Jami' Al-Sahih Al-Bukhari, (Beirut: Dar Al-Qalam, 1981 CE), Vol. 2, p. 870

"حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ رکے پانی میں بول و براز کرنے سے روکا ہے۔"[6]

بلکہ طبرانی کی روایت میں جاری پانی میں بھی پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہے جس کو حکم شرعی سے زیادہ اخلاقی ہدایت اور طہارت سے زیادہ نظافت کی حیثیت دی جائے گی:

عن جابر قال: نهى رسول الله أن يبال في الماء الجاري

"حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ماء جاری میں پیشاب سے منع فرمایا ہے"[7]

اسی طرح مفاد عامہ کی جگہوں پر بھی استنجا پیشاب پاخانہ کرنے سے منع کیا گیا۔

اتقوا الملاعن الثلاث البراز في الموارد والظل وقارعة الطريق

"تین مقامات لعنت سے بچو: پانی پینے کے مقامات پر، سایہ دار جگہوں پر، اور راستوں پر غلاظت پھیلانے سے پرہیز کرو۔"[8]

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ راوی ہے آپ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے:

من آذى المسلمين في طرقهم وجبت عليه لعنتهم

"جو مسلمانوں کو ان کے راستوں میں تکلیف پہنچائے ان پر ان کی لعنت واجب ہو گئی۔"[9]

بلکہ عمومی مقامات (مثلاً مساجد وغیرہ) پر تھوکنے وغیرہ سے بھی روکا گیا ہے:

ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے مسجد کی دیواروں پر غلاظت (تھوک) کے اثرات دیکھے تو چہرۂ انور پر ناگواری محسوس کی گئی، اس کو خود دست مبارک سے دور کیا، پھر آئندہ کے لئے تنبیہی ہدایات جاری فرمائیں۔[10]

حضرت انس بن مالکؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

---

[6] Imam Muslim ibn Al-Hajjaj ibn Muslim Al-Qushayri, Al-Jami' Al-Sahih, (Beirut: Dar Ahya' Al-Turath Al-Arabi), Vol. 1, p. 162, Hadith No: 681

[7] Abu Al-Qasim Sulaiman ibn Ahmad Al-Tabarani, Al-Mu'jam Al-Awsat, (Cairo: Dar Al-Haramayn, 1415 AH), Vol. 2, p. 208, Hadith No: 1749

[8] Muhammad bin Yazid Abu Abdullah Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, (Beirut: Dar Al-Fikr), Vol. 1, p. 119, Hadith No: 328

[9] Sulaiman bin Ahmad bin Ayyub Abu Al-Qasim Al-Tabarani, Al-Mu'jam Al-Kabir, (Al-Mawsil: Al-Maktabah Al-Ilmiyyah, 2nd Edition, 1404 AH), Vol. 3, p. 179, Hadith No: 3051

[10] Sahih Al-Bukhari, Vol. 1, p. 159, Hadith No: 397

"مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا (یعنی اس کی تنظیف و تطہیر) ہے۔"[11]

ایک شخص کو حضور ﷺ نے دیوار مسجد پر تھوکنے کی وجہ (جرم) سے مسجد کی امامت سے معزول فرما دیا اور راوی کا خیال ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا: - إِنَّكَ آذَيْتَ اللهَ وَرَسُولَهُ - تم نے اللہ اور رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائی۔[12]

اجتماعی مواقع پر عجلت کے مظاہرہ سے اجتناب:

اجتماعی مواقع (مثلاً حج وغیرہ) پر سکینت و سنجیدگی کی تعلیم دی گئی، کہ عجلت ولاپرواہی سے دوسروں کو تکلیف پہنچے گی ،مثلاً عرفہ کے موقعہ پر ایک بار حضور ﷺ نے کچھ شور وغل کی آوازیں سنیں تو اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا

:أيها الناس عليكم بالسكينة فإن البر ليس بالإيضاع

"لوگو! سکون کو لازم پکڑو، تیز چلنا نیکی نہیں ہے۔"[13]

اسی طرح حضرت عمرؓ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:

یا عمر انک رجل قوي لا تزاحم علی الحجر فتوذی الضعیف

"اے عمر: تم قوی ہو اس لئے حجر اسود کو استلام کرتے وقت ایسی مزاحمت نہ کرنا کہ کسی کمزور کو تکلیف پہنچے"[14]

پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانے سے روکا گیا، حضرت ابوہریرہؓ راوی ہے آپ ﷺ کا فرمان نقل کیا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

"وہ فرد ہرگز بہشت میں نہ جائیگا جس کے ضرر کی وجہ سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں"[15]

اس طرح سے بے شمار مسائل ہیں جو لاضرر ولاضرار کے اصول کے دائرے میں آتے ہیں۔

منفعت و مضر سے متعلق احناف کا نقطہ نظر:

کوئی شبہ نہیں کہ انسان کو قوت واختیار سے نوازا گیا ہے، مختلف اشیا پر انسان کی خاص حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور بعض میں تصرف کرنے کا اختیار بھی فرد کے پاس ہے۔انسان کو فطری،ذاتی اور قدرتی وسائل پر مشترکہ ملکیت کی حیثیت تسلیم کیا گیا ہے اور اس مشترکہ ملکیت میں ایک خاص حد تک تصرف کرنے کا حق بھی دیا گیا، لیکن شریعت نے انسان

[11] Al-Sahih, Vol. 2, p. 76, Hadith No: 1259
[12] Abu Dawood Sulaiman bin Al-Ash'ath Al-Sijistani, Sunan Abi Dawood, (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Arabi), Vol. 1, p. 181, Hadith No: 481
[13] Imam Bukhari, Sahih Bukhari, Vol. 2, p. 601, Hadith No: 1587
[14] Al-Musnad, Vol. 1, p. 28, Hadith No: 190
[15] Sahih Al-Bukhari, Vol. 1, p. 49, Hadith No: 181

پر بعض حدود بھی قائم کر دی ہے جن کے ساتھ احتیاط اور حدود میں رہ کر استعمال کر سکتا ہے۔انسان کے جملہ معاملات وحقوق ہیں ان میں سے بعض حقوق کا خیال اس پر لازم ہیں، جیسے کہ قدرتی وسائل میں نفع اٹھانے کا حق، راستہ کا حق ،پڑوس کا حق ان حقوق سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا، مگر ان سے ایک خاص حد تک نفع حاصل کر کا حق رکھتا ہے۔اسلام کا عمومی قاعدہ ہے کہ "نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ بدلے میں نقصان اٹھاؤ" اسی پیش نظر تمام بنی نوع انسان کو نقطہ اعتدال پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔اور انسان کے جائز تصرفات کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔

لیکن شریعت نے بعض جگہوں پر فرد کو نقصان اٹھانے سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، مثلاً حق شفعہ (الجار أحق بسقبہ)[16] ،اسی لئے فقہاء حنفیہ نے حدیث (لاضرر ولا ضرار) کو عام مطلق کے بجائے عام مخصوص منہ البعض قرار دیا ہے، امام سرخسیؒ، علامہ ابن ہمامؒ نے اس کی وضاحت بظاہر لا نفی جنس کے لئے ہے، عام طور پر ضرر کا دائرہ اتنا وسیع کر دیا جائے گا تو انسان کے لئے دنیا میں زندگی مشکل ہوگی، ممکن ہے کہ کسی کے حلال کام سے بھی کسی کو ضرر پہنچے جس سے بچنا ناگزیر ہو، جیسے گھر میں پکوان کے دھوئیں اور خوشبو سے ایسے پڑوسی کو تکلیف پہنچ سکتی ہے جس کے گھر میں فقر وافلاس، مرض یا کسی مجبوری کی بناپر کھانا نہیں پک سکا، راہی یا مسافر کی گاڑی کی گرد و غبار بازو کے گھروں کو پہنچ جائے وغیرہ۔۔۔امام سرخسیؒ رقمطراز ہیں:

﴿أَلَا تَرَى﴾ أَنَّ مَنْ اتَّجَرَ فِي حَانُوتِهِ نَوْعَ تِجَارَةٍ لَمْ يُمْنَعْ مِنْ ذَلِكَ ، وَإِنْ كَانَتْ تَكْسُدُ بِسَبَبِهِ تِجَارَةٌ وَأَنَّ أَصْحَابَ الْحَوَانِيتِ يَتَأَذَّوْنَ بِغُبَارِ سَنَابِكِ الدَّوَابِّ الْمَارَّةِ وَأَنْ يَتَأَذَّى الْمَارَّةُ بِدُخَانِ نِيرَانِهِمْ الَّتِي يُوقِدُونَهَا فِي حَوَانِيتِهِمْ ، ثُمَّ لَيْسَ لِلْبَعْضِ مَنْعُ الْبَعْضِ مِنْ ذَلِكَ وَلِلْإِنْسَانِ أَنْ يَسْقِيَ أَرْضَهُ وَلَيْسَ لِجَارِهِ أَنْ يَمْنَعَهُ مِنْ ذَلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَقِلَّ مَاءُ بِئْرِهِ فَعَرَفْنَا أَنَّ الْمَالِكَ مُطْلَقُ التَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ خَالِصُ حَقِّهِ ، وَإِنْ كَفَّ عَمَّا يُؤْذِي جَارَهُ كَانَ أَحْسَنَ لَهُ { قَالَ : صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُوصِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْت أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ } وَالتَّحَرُّزُ عَنْ سُوءِ الْمُجَاوَرَةِ مُسْتَحَقٌّ دِيْنًا وَلَكِنَّهُ لَا يُجْبَرُ عَلَى ذَلِكَ فِي الْحُكْمِ۔

پڑوسی کے بے شمار حقوق ہیں ہر طرح کی اذیت سے پڑوسی کو محفوظ رکھا جائے گا یہاں تک کہ ارشاد ہے

[16] Sahih Al-Bukhari, Vol. 2, p. 787, Hadith No: 2139

نبی ﷺ نے پڑوسی کے متعلق فرمایا کہ جبرائیل نے اتنی وصیت کی کہ مجھے محسوس ہوا کہ شاید وراثت میں ہی حق دار بنا دیا جائے گا[17]

علامہ ابن ہمامؒ تحریر فرماتے ہیں:

وأما قوله صلى الله عليه وسلم لا ضرر ولا ضرار فلا شك أنه عام مخصوص للقطع بعدم امتناع كثير من الضرر كالتعازير والحدود ونحو مواظبة طبخ ينتشر به دخان قد ينحبس في خصوص أماكن فيتضرر به جيران لا يطبخون لفقرهم وحاجتهم خصوصا إذا كان فيهم مريض يتضرر به وكما أريناك من التضرر بقطع الشجرة المملوكة للقاطع للقاطع فلا بد أن يحمل على خصوص من الضرر وهو ما يؤدي إلى هدم بيت الجار ونحوه من الضرر البين الفاحش۔[18]

علامہ زیلعیؒ رقمطراز ہیں:

(قَوْلُهُ وَقَالَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ رَحِمَهُ اللهُ يُجْبَرُ فِي زَمَانِنَا) قَالَ الْعِمَادِيُّ وَالْحَاصِلُ أَنَّ فِي هَذِهِ الْمَسَائِلِ وَأَجْنَاسِهَا الْقِيَاسُ أَنَّ كُلَّ مَنْ تَصَرَّفَ فِي خَالِصِ مِلْكِهِ لَا يُمْنَعُ مِنْهُ فِي الْحُكْمِ وَإِنْ كَانَ يُلْحِقُ ضَرَرًا بِالْغَيْرِ، لَكِنْ تُرِكَ الْقِيَاسُ فِي مَوْضِعٍ يَتَعَدَّى فِيهِ ضَرَرُ تَصَرُّفِهِ إلَى غَيْرِهِ ضَرَرًا بَيِّنًا وَقِيلَ بِالْمَنْعِ وَبِهِ أَخَذَ كَثِيرٌ مِنْ مَشَايِخِنَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى۔[19]

مفہوم ہے کہ ہر وہ کام جس میں خالص اپنی ملکیت میں تصرف ہے وہ جائز ہے اس کے علاوہ نہیں۔۔

مندرجہ بالا عبارات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ بیان کے طوالت سے بچنے کے لئے مکمل ترجمہ سے احتراز کیا گیا اور مفہوم درج کیا گیا ہے۔

---

[17] Shams al-Din Abu Bakr Muhammad bin Abi Sahl al-Sarakhsi, Al-Mabsut li al-Sarakhsi, (Beirut: Dar Al-Fikr li al-Taba'a wal Nashr wal Tawzi'), 1421 AH, Vol. 15, p. 37

[18] Kamal al-Din Muhammad bin Abdul Wahid Al-Suyasi, Sharh Fath al-Qadir, (Beirut: Dar Al-Fikr), Vol. 7, p. 326

[19] Uthman bin Ali bin Mahjan Al-Bari'i, Fakhr al-Din al-Zilai, Tabyin al-Haqa'iq Sharh Kanz al-Daqaiq wa Hashiyat al-Shilbi, (Cairo: Al-Matba'ah Al-Kubra Al-Amiriyya, 1313 AH), Vol. 4, p. 196

یعنی حوائج اصلیہ کا پورا کرنا بھی ممکن نہ رہے، مثلاً روشنی بالکلیہ ختم ہو جائے کہ انسان میں دن میں بھی کچھ نہ لکھ سکے ،ہوا کی آمد بند ہو جائے اور گھٹن محسوس ہونے لگے، باہر نکلنے کی کوئی سبیل باقی نہ رہے وغیرہ، یہ ضرر فاحش ہے:

والحاصل أن القياس في جنس هذه المسائل أن يفعل المالك ما بدا له مطلقا لأنه متصرف في خالص ملكه لكن ترك القياس في موضع يتعدى ضرره إلى غيره ضررا فاحشا وهو المراد بالبين وهو ما يكون سببا للهدم أو يخرج عن الانتفاعبالكلية وهو ما يمنع الحوائج الأصلية كسد الضوء بالكلية واختاروا الفتوى عليه،فأما التوسع إلى منع كل ضرر ما فيسد باب انتفاع الإنسان بملكه كما ذكرناقريبا اهـ ملخصا۔[20]

فقہاء نے حوائج اصلیہ اور حوائج زائدہ میں فرق کیا ہے، مثلاً جس طرح روشنی انسان کی حاجت اصلیہ ہے تو مکان میں دھوپ یا ہوا کی آمد اس کی حاجت زائدہ ہے، مکان میں ایک کھڑکی سے روشنی آرہی ہے تو دوسری کھڑکی کی حاجت حاجت زائدہ ہے وغیرہ، دوسروں کے ضرر کی رعایت حاجت اصلیہ کی حد تک کی جائے گی، حاجت زائدہ میں نہیں ،علامہ محمود مازہؒ تحریر فرماتے ہیں:

والفرق: أن في مسألة البيتين الذي يريد البناء يمنع صاحبه عن الضوء والضوء من الحوائج الأصلية، وفي مسألتنا يمنعه عن الشمس والريح وذلك من الحوائج الزائدة۔[21]

فرق یہ ہے کہ دو مکانوں کے مسئلہ میں جو وہ بنانا چاہتا ہے، اس کے مالک کو روشنی سے روکتا ہے، اور روشنی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے، اور ہمارے مسئلہ میں اسے سورج اور ہوا سے روکتا ہے، اور یہ کہ اضافی ضروریات میں سے ایک ہے

علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں:

---

[20] Hashiyat Radd al-Mukhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar Sharh Tanwir al-Absar, (Beirut: Dar Al-Fikr li al-Taba'a, 1421 AH), Vol. 5, p. 449

[21] Mahmoud bin Ahmad bin Al-Sadr Al-Shahid Al-Najari Burhan Al-Din Mazah, Al-Miḥṭā Al-Burhānī, (Dar Ihya Al-Turath Al-Arabi Edition), Vol. 7, p. 696

فعلی هذا لو كان للمكان كوتان مثلا فسد الجار ضوء إحداهما بالكلية لا يمنع إذا كان يمكن الكتابة بضوء الأخرى والظاهر أن ضوء الباب لا يعتبر لأنه يحتاج لغلقه لبرد ونحوه كما حررته في تنقيح الحامدية۔[22]

اس بنا پر اگر اس جگہ پر دو کھڑکیاں ہوں، مثال کے طور پر، اور پڑوسی نے ان میں سے ایک کی روشنی کو مکمل طور پر بند کر دیا ہے، تو یہ اس سے نہیں روکتا، اگر یہ ممکن ہو کہ دوسری کی روشنی کا استعمال کرتے ہوئے لکھا جائے۔ دروازے کو مد نظر نہیں رکھا گیا ہے کیونکہ اسے سرد موسم اور اس جیسی چیزوں کے لیے بند کرنے کی ضرورت ہے، جیسا کہ میں نے تنقیح الحمدیہ میں بیان کیا ہے

اسی طرح ایسے اعمال جن کا رواج نہ ہو یا خلاف عادت ہو مثلاً رہائشی علاقے میں کوئی شخص تجارتی تنور، یا آٹا چکی یا لانڈری وغیرہ کھول دے جن سے آس پاس کے لوگ مسلسل اذیت اور تنگی محسوس کریں، ان کو بھی فقہاء نے ضرر فاحش میں شمار کیا ہے، لیکن اگر یہی چیزیں رہائشی کے بجائے آبادی سے باہر یا صنعتی علاقے میں قائم کی جائیں، جہاں ہر طرف اسی طرح کی چیزیں چل رہی ہوں تو پھر ان کو ضرر فاحش کے زمرہ میں داخل نہ ہو اور اس کے لیے کوئی قانونی پابندی بھی عائد نہ ہوگی، گو کہ اس کے مضرات وہاں آس پاس کی آبادی تک فی الجملہ پہنچتے ہوں، شامی لکھتے ہیں:

وفيه أراد أن يبني في داره تنورا للخبز دائما أو رحى للطحن أو مدقة للقصارين يمنع عنه لتضرر جيرانه ضررا فاحشا وفيه لو اتخذ داره حماما ويتأذى الجيران من دخانها فلهم منعه إلا أن يكون دخان الحمام مثل دخان الجيران اهـ۔[23] وفي البحر وذكر الرازي في كتاب الاستحسان لو أراد أن يبني في داره تنورا للخبز الدائم كما يكون في الدكاكين أو رحى للطحن أو مدقات للقصارين لم يجز لأنه يضر بجيرانه ضررا فاحشا لا يمكن التحرز عنه فإنه يأتي منه الدخان الكثير والرحى والدق يوهن البناء بخلاف الحمام لأنه لا يضر إلا بالنداوة ويمكن التحرز عنه بأن يبني حائطا بينه

[22] Hashiyat Radd Al-Mukhtar 'Ala Al-Durr Al-Mukhtar Sharh Tanwir Al-Absar, Vol. 5, p. 449

[23] Hashiyat Radd Al-Mukhtar 'Ala Al-Durr Al-Mukhtar Sharh Tanwir Al-Absar, Vol. 5, p. 237

وبين جاره وبخلاف التنور المعتاد في البيوت اه-[24] وإن أراد أن يعمل في داره تنوراً صغيراً على ما جرت به العادة جاز-[25]

واضح رہے کہ عادت کے مفہوم میں جہاں عوامی رجحانات آتے ہیں وہیں حکومتی ہدایات وتعینات بھی شامل ہیں، یعنی اگر کوئی شخص حکومتی تعینات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسے علاقے میں دھواں خیز یا کثافت انگیز فیکٹری قائم کرے جہاں حکومت نے صنعتی کارخانہ کی اجازت نہ دے تو یہ بھی خلاف عادت میں داخل ہوگا اور اس کو تعدی قرار دیا جائے گا، ضرر پہنچنے کی صورت میں مروج اعمال وتصرفات پر فقہاء حنفیہ قانونی پابندی تو عائد نہیں کرتے، اور نہ ان سے پہنچنے والے نقصانات کو قابل ضمان قرار دیتے ہیں:

وَهُوَ نَظِيرُ مَا لَوْ أَوْقَدَ النَّارَ فِي أَرْضِهِ فَوَقَعَ الْحَرِيقُ بِسَبَبِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ ضَامِنًا لِكَوْنِهِ مُتَصَرِّفًا فِي خَالِصِ مِلْكِهِ، وَكَذَلِكَ لَوْ نَزَّتْ أَرْضُ جَارِهِ مِنْ هَذَا الْمَاءِ-[26] قال رحمه الله (اتخذ بئرا في ملكه أو بالوعة فنز منها حائط جاره فطلب تحويله لا يجبر عليه وإن سقط الحائط منه لم يضمن) لأنه تصرف في خالص ملكه ولأن هذا تسبب وبه لا يجب الضمان إلا إذا كان متعديا كوضع الحجر على الطريق واتخاذ ذلك في ملكه ليس بتعد فلا يضمن-[27]

لیکن ممکنہ اخلاقی قواعد وضوابط اور دفاعی بندشوں کا وہ انکار نہیں کرتے: وكذلك لصاحب الحائط أن يفتح فيه بابا وإن تأذى جاره لما ذكرنا، والكف عما يؤذي الجار أحسن-[28] فَعَرَفْنَا أَنَّ الْمَالِكَ مُطْلَقُ

---

[24] Hashiyat Radd Al-Mukhtar 'Ala Al-Durr Al-Mukhtar Sharh Tanwir Al-Absar, Vol. 5, p. 449

[25] Al-Miḥṭā Al-Burhānī, Vol. 7, p. 696

[26] Shams Al-Din Abu Bakr Muhammad bin Abi Sahl Al-Sarakhsi, Al-Mabsut li Al-Sarakhsi, (Lebanon: Dar Al-Fikr li Al-Taba'a wal Nashr wal Tawzi'), 1421 AH, Vol. 23, p. 330

[27] Zain Al-Din Ibn Najim Al-Hanafi, Al-Bahr Al-Ra'iq Sharh Kanz Al-Daqaiq, (Beirut: Dar Al-Ma'arifah), Vol. 8, p. 553

[28] Abdullah bin Mahmoud bin Mawdud Al-Mawsili Al-Hanafi, Al-Ikhtiyar li Ta'leel Al-Mukhtar, (Lebanon: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1426 AH), Vol. 2, p. 82

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

التَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ خَالِصُ حَقِّهِ ، وَإِنْ كَفَّ عَمَّا يُؤْذِي جَارَهُ كَانَ أَحْسَنَ لَهُ۔۔۔۔ وَالتَّحَرُّزُ عَنْ سُوْءِ الْمُجَاوِرَةِ مُسْتَحَقٌّ دِيْنًا وَلَكِنَّهُ لَا يُجْبَرُ عَلَى ذٰلِكَ فِي الْحُكْمِ۔[29]

دفاعی تدبیر کی ایک نظیر وہ واقعہ ہے جس کا ذکر متعدد کتب فقہ میں موجود ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ میرے پڑوسی نے اپنے گھر میں ایک برف خانہ قائم کیا ہے، (جس کی سیلن میری دیواروں تک آتی ہے) توامام صاحب نے اس کو مشورہ دیا کہ تم اپنے احاطے میں ایک بھٹی ڈال لو اس کا برف خانہ خود ہی پگھل جائے گا۔[30]

وَالْحِيلَةُ لِلْجَارِ أَنْ يَتَصَرَّفَ فِي مِلْكِ عَلَى وَجْهٍ يَدْفَعُ بِهِ ضَرَرًا عَنْ نَفْسِهِ وَيَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَقْصُودِهِ عَلَى مَا حُكِيَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : إِنَّ جَارِيَ اتَّخَذَ مُجَمَّدَةً بِجَنْبِ حَائِطِي فَقَالَ اتَّخِذْ أَنْتَ أَتُونًا بِجَنْبِ الْحَائِطِ لِيُذِيبَ هُوَ مَا يَجْمَعُ مِنَ الْجَمَدِ۔[31]

اس سے احتیاطی تدابیر اور دفاعی قواعد کی گنجائش نکلتی ہیں۔ جس سے سب کو فائدہ حاصل ہو رہا ہو اس کے علاوہ کوئی نقصان اگر قابل برداشت ہے تو مفاد عامہ کے پیش نظر اس کام سے فائدہ لیا جا سکتا ہے، اس لئے ہر تصرف کا ضرر سے پاک ہونا ضروری ہے:

☆اس کی ایک مثال کئی منزلہ عمارت ہے، اس میں نچلی منزل والوں کو اپنی دیواروں میں کوئی بھی تصرف صرف اس بات کی وجہ سے جائز ہیں کہ بالائی منزل والوں کو گزند نہ پہنچے، خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اس بات کی دلیل یہی ہے کہ تحتانی منزل سے در و دیواروں پر گو کہ ملکیت بالائی منزل والوں کی نہیں ہے لیکن ان کا حق ان سے ضرور وابستہ ہے، اس لئے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بالائی منزل والوں کی مرضی کے بغیر تحتانی منزل والے کوئی تصرف نہیں کر سکتے۔

وقد يجاب بأن المسألة المتقدمة ليست من فروع هذه القاعدة فإن ما هنا في تصرف الشخص في خالص ملكه الذي لا حق للجار فيه وما مر في تصرفه فيما فيه حق للجار فإن السفل وإن كان ملكا لصاحبه إلا أن لذي العلو حقا فيه فلذا أطلق المنع فيه ولذا لو هدم ذو السفل سفله يؤمر بإعادته بخلاف

[29] Al-Mabsut li Al-Sarakhsi, Vol. 15, p. 37
[30] Jami' Al-Fusulin li Ibn Qazi Samauat Mahmoud bin Israil, Vol. 2, p. 194, (Egypt: First Edition, Al-Kibriyya Al-Amiriyyah Bulaq, 1300 AH), Al-Bahr Al-Ra'iq li Ibn Najim, Vol. 7, p. 33
[31] Al-Mabsut li Al-Sarakhsi, Vol. 15, p. 37

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

ماھناھذا ماظھرلی فاغتنمہ۔[32] ثم قیل: أبوحنیفة بنی علی أصله أنه لیس لصاحب العلو أن یبنی علی علوه إلا برضی صاحبه، وعندھما یجوز. وقیل أجاب علی عادة أهل الكوفة فی اختیارهم السفل علی العلو۔[33] وعند ابی حنیفة الاصل الحظر لانه تصرف فی محل تعلق به حق محترم للغیر، وقال شیخ الاسلام اذا اشكل تصرف صاحب العلو، وھل یضر بالسفل اولا لایملکه بالاتفاق، وقال الصدر الشهید المختار اذا اشکل لایملکه واذا لم یضر یملکه۔[34] من أحدث فی طریق العامة کنیفا أو میزابا أو جرصنا الجرصن قیل هو البرج وقیل جذع یخرجه الإنسان من الحائط لیبنی علیه وقیل هو مجری ماء یرکب فی الحائط وهو بضم الجیم وسکون الراء المهملة وضم الصاد المهملة أو دکانا وسعه ذلك إن لم یضر بهم أی بالعامة لأن الطریق معد للتطرق فله الانتفاع ما لم تتضرر العامة به۔۔۔ وَفِي الطَّرِيقِ الْخَاصِّ لَا يَسَعُهُ بِلَا إِذْنِ الشُّرَكَاءِ وَإِنْ لَمْ يَضُرَّ۔[35]

عام راستے میں حکومت بہت حد تک مجاز ہوتی ہے، لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر عام لوگوں کے لئے باعث ضرر ہو تو حکومت کو بھی اجازت نہیں دینی چاہئے، ایسی صورت میں اگر حکومت کی اجازت سے بھی کوئی شخص بنائے گا تو بھی گنہ گار ہوگا۔[36]

البتہ مردہ راستہ جس پر بہت کم لوگ چلتے ہوں، اس میں لوگوں کے چلنے کے بقدر جگہ چھوڑ کر کچھ کیا جائے مثلاً غلہ سکھانے کے لئے کوئی استعمال کرے یا درخت لگادے وغیرہ اور لوگوں کو دقت نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔[37]

شافعیہ کے یہاں ضرر کا تصور:

---

[32] Hashiyat Radd Al-Mukhtar 'Ala Al-Durr Al-Mukhtar Sharh Tanwir Al-Absar fiqh Abu Hanifa, (Beirut: Dar Al-Fikr li Al-Taba'a wal Nashr, 1421 AH), Vol. 5, p. 449
[33] Abdullah bin Mahmoud bin Mawdud Al-Mawsili Al-Hanafi, Al-Ikhtiyar li Ta'leel Al-Mukhtar, (Lebanon: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1426 AH), Vol. 2, p. 82
[34] Fath Al-Qadir, Vol. 7, pp. 321-322
[35] Abdul Rahman bin Muhammad bin Sulaiman Al-Kaliboli, Tahqiq Khurh Ayaathihi wa Ahadithihi Khalil Umran Al-Mansour, Majma' Al-Anhar fi Sharh Multaqa Al-Abhar, (Lebanon: Publisher Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1419 AH), Vol. 4, p. 360
[36] Hashiyat Ibn Abidin, Vol. 6, p. 593
[37] Fatawa Qazi Khan, Vol. 3, p. 118

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

شافعیہ بھی اس باب میں حنفیہ کے ہم خیال ہیں، حضرت امام شافعیؒ نے حدیث پاک "لاضرر ولاضرار" کا جو مفہوم پیش کیا ہے اس سے یہ وضاحت سامنے آئی کہ انسان اپنی ملکیت سے خصوصی انکار نہیں کر سکتا مگر عمومی حالات میں جس سے منفعت کا عنصر مفاد عامہ کے حق میں ہو تو اپنی ملکیت سے ایک خاص حد تک محروم کیا جائے گا،، ہر شخص اپنے مالی تصرفات میں نفع و نقصان کا خود مالک ہے، نہ اس کو کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور نہ اس کے اعمال کی جوابدہی کسی دوسرے کے سر ہو گی۔[38]

اسی تصور کی بنیاد پر فقہ شافعی میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ:

وكذا لوحفر بئرا في ملكه فتندى جدار جاره فانهدم، أو غار ماء بئره أو حفر بالوعة فتغير ماء بئر الجار، فلا شئ عليه، لان الملاك لا يستغنون عن مثل هذا۔[39]

"کسی فرد نے اپنی ملکیتی جگہ پر کنواں کھودوایا اور اس کے بازو میں رہنے والے ہمسائے کی دیوار اسی کنویں کی وجہ سے گری تو اس کا مواخذہ کنویں والے شخص پر نہ ہو گا کیونکہ ملکیتی حق رکھنے والا ہر قسم کے نقصان سے بے نیاز نہیں"

البتہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ان تصرفات میں کوئی تعدی اور زیادتی نہ پائی گئی ہو، جس کی ایک علامت یہ ہے کہ عادت یعنی معروف حدود سے تجاوز نہ کیا گیا ہو: علامہ نوویؒ رقمطراز ہیں:

لوحفر بئرا متعديا فتلف بها إنسان بعد موته يجب الضمان[40] ولو قصر فخالف العادة في سعة البئر ضمن فإنه إهلاك وليكن كذلك إذا قرب الحفر من الجدار على خلاف العادة۔[41]

قلیوبیؒ لکھتے ہیں:

وَيَتَصَرَّفُ كُلُّ وَاحِدٍ) مِنْ الْمُلَّاكِ (فِي مِلْكِهِ عَلَى الْعَادَةِ) وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ إنْ أَفْضَى إلَى تَلَفٍ (فَإِنْ تَعَدَّى) الْعَادَةَ (ضَمِنَ) مَا تَعَدَّى فِيهِ (وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ) (يَتَّخِذَ دَارِهِ الْمَحْفُوفَةَ بِمَسَاكِنَ حَمَّامًا

---

[38] Kitab Al-Um, Vol. 3, p. 222

[39] Al-Nawawi, Raudhah Al-Talibeen wa Umdah Al-Muftin, (Beirut: Al-Maktab Al-Islami, 1405 AH), summarized by Al-Nawawi from Kitab Al-Rafi'i, Vol. 7, p. 175

[40] Al-Nawawi, Raudhah Al-Talibeen wa Umdah Al-Muftin, (Beirut, Al-Maktab Al-Islami, 1405), Vol. 11, p. 69

[41] Al-Nawawi, Rawdat al-Talibin wa 'Umud al-Muftin, Vol. 9, p. 319

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

وَاِصْطَبْلًا) وَطَاحُونَةً (وَحَانُوتُهُ فِي الْبَزَّازِينَ حَانُوتُ حَدَّادٍ) أَوْقَصَّارٍ (إذَا احْتَاطَ وَأَحْكَمَ الْجُدْرَانَ) بِمَا يَلِيقُ بِمَقْصُودِهِ، وَالثَّانِي يَمْتَنِعُ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنْ الضَّرَرِ وَعُورِضَ بِأَنَّ فِي مَنْعِهِ إضْرَارًا بِهِ۔[42]

اسی لئے شوافع کسی کی دیوار پر بلااجازت لکڑی رکھنے کی اجازت نہیں دیتے، جب کہ حدیث میں اجازت دینے کی تاکید ہے شوافع اسے استحباب پر محمول کرتے ہیں۔[43]

اس طرح حنفیہ کے یہاں جو بات ضرر بین یا ضرر فاحش کے الفاظ میں کہی گئی تھی وہ فقہ شافعی میں تعدی کے لفظ سے ادا کی گئی ہے، اسی طرح المعتاد یا مثلم وغیرہ کی تعبیرات حنفیہ کے یہاں بھی ہیں اور شافعیہ کے یہاں بھی، حنفیہ بھی خلاف معتاد کام کرنے کو ضرر فاحش شمار کرتے ہیں، جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے، حنفیہ کے یہاں بھی جس طرح اصل مذہب اور مفتی بہ رائے میں فرق ہے، اسی طرح امام شافعیؒ کے یہاں بھی قول قدیم اور قول جدید میں فرق ہے[44]، اس طرح فکری اعتبار سے دونوں مکاتب فقہ اس باب میں پوری طرح متفق ہیں۔

البتہ اس باب میں مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں بظاہر زیادہ توسع بتایا جاتا ہے، کہ وہ حدیث (لاضرر) کو پورے عموم میں لیتے ہے، اسی ضمن کے پیش نظر روایات وآثار منقول ہے جو اس کو قانونی درجہ دیتے ہیں، حنفیہ اور شافعیہ بھی ان روایات وآثار کے منکر نہیں ہیں، اور نہ ان کی قانونی حیثیت کا انکار کرتے ہیں، البتہ تعبیر وتشریح اور مواقع استعمال کا فرق کرتے ہیں، لیکن میرے تجزیہ کے مطابق چند جزئیات کو چھوڑ کر نتیجہ اور مال کے اعتبار سے مالکیہ اور حنابلہ کے تصورات میں بھی کوئی بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔

مالکیہ کے یہاں تصور ضرر ماحول:

فقہاء مالکیہ کے ہاں اگر کوئی فرد ایسا عمل کرتا ہے جس سے دوسرے کو اس کے عمل کی وجہ سے نقصان ہو اور وہ عمل ہو بھی اس کی ملکیتی جگہ پر مثلا ایک شخص نے اپنی زمین میں کنواں کھودا مگر پاس ہی اس کے پڑوس نے دیوار کی دوسری طرف ایک اور کنواں کھود لیا جس سے پہلے والے شخص کا کنواں خشک ہو گیا ہے یا کم ہو گیا تو یہ نقصان کے ضمرے میں

[42] Shahab al-Din Al-Qalyubi and Ahmad Al-Birlisi Umayra, Hashiyata Qalyubi wa Umayra, Commentary on the Book of Al-Minhaj by Al-Nawawi, Vol. 9, p. 427
[43] Nihayat al-Muhit, Vol. 7, p. 404
[44] Nihayat al-Muhit ila Sharh al-Minhaj, Vol. 7, p. 407

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

آئے گا اور ہمسائے کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور اس کو اپنا کنواں بند کرنا پڑے گا، حضرت امام مالکؒ اس قسم کے نقصانات کو قابل ضمان بھی مانتے ہیں۔

المدونۃ الکبریٰ میں ہے:

أرأيت لو أن رجلا حفر بئرا بعيدة عن؛ بئر جار له، وكان أحياها قبل ذلك فانقطع ماء البئر الأولى وعلم أنه إنما انقطع من حفر هذه البئر الثانية، أيقضى له على هذا بردم البئر الثانية أم لا في قول مالك؟ قال: قال مالك: للرجل أن يمنع ما يضر ببئره، فإذا كان له أن يمنع فله أن يقوم على هذا فيردم بئره التي حفرها. قلت: أرأيت من حفر بئرا في غير ملكه في طريق المسلمين، أو حفرها في أرض رجل بغير أمر رب الأرض، أو حفرها إلى جنب بئر ماشية وهي تضر ببئر الماشية بغير أمر رب البئر فعطب رجل في تلك البئر، أيضمن ما عطب فيها هذا الذي حفرها من دابة أو إنسان؟ قال: قال مالك: من حفر بئرا حيث لا يجوز له فهو ضامن لما عطب فيها. قلت أرأيت الآبار التي تكون في الدور، أيكون لي أن أمنع جاري من أن يحفر في داره بئرا يضر ببئري التي في داري أم لا؟ قال: سمعت مالكا يقول في الرجل يكون له في داره بئرا إلى جنب جداره، فحفر جاره في داره بئرا إلى جنب جداره من خلفها. قال: إن كان ذلك يضر ببئر جاره منع من ذلك۔[45] وللرجل ان ينصب في داره ما شاء من الصناعات۔۔۔ مالم يضر بحيطان جاره۔[46]

آدمی اپنے مکان میں جس طرح کی صنعت چاہے قائم کر سکتا ہے بشرطیکہ کہ پڑوس کی دیواریں اس سے متاثر نہ ہوں۔

قال الباجی: اما الرحا ان ثبت انها تضر بجدران الجنان منع منها۔[47]

باجی نے کہا: چکی کے بارے میں اگر یہ ثابت ہو کہ اس سے دیواروں کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ حرام ہے۔

[45] Amir al-Asbahani, Malik ibn Anas ibn Malik ibn, Al-Mudawwana Al-Kubra, (Lebanon: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya), Vol. 4, p. 474
[46] Tabseerat al-Hukkam li Ibn Farhoon Al-Maliki, Vol. 2, p. 61
[47] Al-Taj wal-Akliyal, Vol. 5, p. 165

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

پن چکی قائم کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ پڑوس میں باغیچے کی دیواروں پر منفی اثرات نہ پڑیں۔

کسی کی خالی پڑی ہوئی زمین پر لوگ کچرا ڈال جاتے ہوں، جس سے آس پاس میں سخت بدبو پھیلتی ہو اور کچرا ڈالنے والوں کا تعین نہ ہو تو زمین کا مالک اس کی صفائی کا جوابدہ ہے، گو کہ وہ خود کوئی کچرا نہ ڈالتا ہو۔[48]

مالکیہ کے یہاں ضرر قدیم اور جدید کی تقسیم بھی ملتی ہے،ایک رائے میں دونوں کے حکم مختلف ہے[49]، جبکہ دوسری زیادہ معروف رائے یہ ہے کہ قدامت اور جدت سے ضرر کی معنویت پر فرق نہیں پڑتا، ضرر ہر حال میں قابل انسداد ہوتا ہے۔[50]

اسی طرح ان کے یہاں ضرر کبیر اور صغیر نیز مسلسل اور وقتی کا بھی فرق ملتا ہے، پن چکی، دھوبی پاٹ، بیت الخلاء اور لوہار وغیرہ کی بحث کی ضمن میں فقہاء مالکیہ نے جو وضاحت دی ہے کہ زیادہ مضر ہونے کے باعث اس پر پابندی عائد ہو، یا دھوبی کی ضرب سے دیواریں متاثر ہوں، مسلسل انسانی سماعتوں کو سخت آوازوں کا سامنا کرنا پڑے تب اس پر روک لگے گی، بعض فقہاء نے رات اور دن کا بھی فرق کیا ہے کہ کسی کا یہ ذریعۂ معاش ہے تو دن میں پابندی نہ ہوگی بلکہ صرف رات میں ہوگی:

واماماكان صوتا كبيراً مستداماً كالكمادين ---والرحا ذات الصوت الشديد فانه ضرر يمنع منه كالرائحة------ والراجح فى المذهب انه لايمنع من ذلك الاان يضر الصوت بالجدار-------ان الصوت لايخرق الاسماع ولايضر الاحشاء فان اضر ذلك بالجدران منع۔[51]

اور اونچی آواز کی موجودگی میں، جیسے کامدان، یا ایسی چکی جس کی اونچی آواز ہو، وہ ضرر ہے جو اس سے روکا جائے، جیسے کہ بو۔ مکتب فکر میں سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ جب تک آواز دیواروں کو نقصان نہ پہنچائے اور اگر اس سے دیواروں کو نقصان نہ پہنچے تو یہ ممنوع ہے۔

---

[48] Tabseerat al-Hukkam, Vol. 2, p. 263
[49] Al-Sharh al-Saghir ma'a Hashiyat al-Sawi, Vol. 2, p. 176
[50] Tabseerat al-Hukkam li Ibn Farhoon Al-Maliki, Vol. 2, p. 255
[51] Tabseerat al-Hukkam, Vol. 2, p. 261

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

بد بو کے بارے میں ابن فرحون لکھتے ہیں:

ان الرائحة المنتنة تخرق الخياشيم وتصل الى الامعاء وتوذى الانسان ------وكل رائحة توذى يمنع-----وبه العمل فى المذهب۔[52]

بد بو نتھنوں میں داخل ہو کر آنتوں میں پہنچ کر انسان کو نقصان پہنچاتی ہے اور ہر وہ بد بو جو لوگوں کو نقصان پہنچاتی ہے

روٹی کے تنور، یا حمام، سونا، چاندی اور لوہا کی بھٹیوں سے نکلنے والے دھویں کی ممانعت کی توجیہ کرتے ہوئے ابن فرحون رقمطراز ہیں:

وذلك ان وجه الضرر هو الدخان الذى يحصل من الفرن والحمام فيدخل على الجيران ويضرهم وهو من الضرر الكبير المستدام۔[53]

یعنی اصل وجہ ضرر وہ دھواں ہے جو حمام یا پائپ سے نکلتا ہے اور آس پاس میں پھیل کر لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے، اور یہ معمولی نہیں بلکہ مسلسل رہنے والا بڑا نقصان ہے۔

مذکورہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ فقہاء مالکیہ کے نزدیک مطلق ضرر قابل مؤاخذہ نہیں ہے بلکہ ضرر جب قبیح صورت اختیار کرلے، یا یہ کہ مسلسل رہنے رہنے لگے تب وہ قابل بندش قرار پاتا ہے، اس لحاظ سے حنفیہ اور مالکیہ میں چند جزئیات کو چھوڑ کر نتیجہ کے لحاظ سے کوئی خاص فرق نہیں رہ جاتا۔

فقہاء حنابلہ کے نزدیک منفعت و مضر کی توجیہ:

مذہب حنبلی کے نزدیک منفعت اور مضرت کے مفہوم میں کافی وسعت ہے وہ فرد کے ملکیتی تصرف کے اختیار کو کم کرتے ہیں اور ارشاد نبوی ﷺ کو بنیاد بنا کر ایک نقصان سے پاک معاشرہ کی تشکیل چاہتے ہیں ان کے ہاں کسی شخص کا اپنے ملکیتی مال سے محروم رہنا اتنا مضر نہیں کہ جو برداشت نہ ہو، بقول علامہ ابن رجب حنبلیؒ فرد ذاتی ملکیت میں غیر ضروری تصرف تو دیگر فقہاء کے یہاں بھی غلط اور قابل ضمان ہے، مثلاً گرمی اور لو کے دنوں میں جب گرم ہوائیں چل رہی ہوں اگر کوئی شخص کسی کی کھلیان کے قریب اپنی زمین میں آگ جلائے اور اس کی چنگاری کھلیان کو خاکستر کردے، تو یہ ایک غیر معتاد عمل ہے، لیکن اگر انسان اپنے تصرف میں معروف حد سے متجاوز نہ ہو پھر بھی کسی کو

52 Referring to the above
53 Tabseerat al-Hukkam, Vol. 2, p. 251

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

تکلیف پہنچے تو دیگر فقہاء کے یہاں یہ تصرف درست ہے اور اس پر روک نہیں لگائی جائے گی، لیکن حضرت امام احمدؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی ضرر سے بچنا ضروری ہے، اور صاحب ملکیت کو اس کے عمل سے روکا جائے گا۔[54]

قاضی ابو یعلیٰؒ لکھتے ہیں:

ولا یحفر بئر الی جنب بئرہ او کنیفاً الی جنب حائطه وان کان فی حدہ، قیل له، فیقدر ان یمنعه قال نعم۔[55]

کسی کے کنواں کے بازو میں کوئی دوسرا کنواں نہیں کھودا جائے گا، اور نہ کسی کی دیوار کے بغل میں بیت الخلا بنایا جائے گا گو کہ اپنی حد میں ہو، حضرت امام احمدؒ سے پوچھا گیا، کیا اس کو روکا جا سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔

علامہ ابن قدامہؒ رقمطراز ہیں:

ولیس للرجل التصرف فی ملکه تصرفاً یضر بجارہ، نحو ان یبنی فیه حماماً بین الدور۔[56]

کسی انسان کو اپنی ملک میں ایسے تصرف کی اجازت نہیں ہے جو اس کے پڑوسی کے لئے نقصان دہ ہو، مثلاً مکانات کے درمیان حمام بنوانا وغیرہ۔

اس طرح کی جزئیات بکثرت فقہ حنبلی میں موجود ہیں، لیکن اگر اس کے ساتھ ہم محققین حنابلہ کی تحقیقات کو بھی شامل کر لیں، تو ہمیں محسوس ہو گا کہ یہ مسئلہ کا صرف ایک رخ ہے، مسئلہ کا دوسرا رخ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ نے لکھا ہے اور ان کے حوالے سے دیگر فقہاء حنابلہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ دراصل ضرر کی بنیاد قصد وارادہ پر ہے یا ایسے عمل پر جس کا ضرر بالکل واضح ہو، یعنی اگر انسان کسی کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے نہیں بلکہ اپنی ضرورت کے لئے اپنی ملکیت میں کوئی تصرف کرتا ہے جو دوسروں کے لئے ضرر رساں ہو تو یہ ضرر قابل لحاظ نہیں ہے، اس لحاظ سے حنفیہ کے ساتھ ان کی بہت زیادہ دوری باقی نہیں رہ جاتی، علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں:

---

[54] Jami' al-Ilm wal-Hukm, p. 301
[55] Al-Ahkam al-Sultaniyah li Qadi Abu Yali Muhammad ibn Al-Hussein Al-Farra Al-Hanbali, Edited by Muhammad Al-Hamid Al-Faqi, (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya), p. 221
[56] Al-Mughni li Ibn Qudamah ma'a al-Sharh al-Kabir, Vol. 5, p. 52-51

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

والمضارة مَبناها على القصد والإرادة أو على فعل ضرر عليه فمتى قصد الإضرار ولو بالمباح أو فعل الاضرار من غير استحقاق فهو مُضار وأما إذا فعل الضرر المستحق للحاجة إليه والانتفاع به لا لقصد الأضرار فليس بمُضار۔ [57]

علامہ مقدسیؒ نے بھی الفروع میں اس کو ابن تیمیہؒ کے حوالے سے بطور استشہاد نقل کیا، اور اسی بنیاد پر علامہ بہوتیؒ نے لکھا ہے کہ پڑوس کی دیوار پر بلا اجازت لکڑی رکھنا منع ہے جبکہ حدیث پاک میں اس کی صراحتاً اجازت آئی ہے، انہوں نے اس کو عدم ضرر اور ضرورت شدیدہ کے ساتھ مشروط کیا ہے:

فقہی آراء کے اس تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جزئیات اور بعض تطبیقات میں اختلاف کے باوجود تقریباً تمام ہی فقہاء اس کلیہ سے اتفاق رکھتے ہیں کہ شخصی تصرفات میں ہر قسم کے ضرر سے بچنا ممکن نہیں اور نہ شریعت میں یہ مطلوب ہے[58]، بلکہ ممکن حد تک ایسے عمل سے گریز کا حکم ہے جس سے دوسروں کو قابل لحاظ ضرر پہنچے، جس کو حنفیہ نے ضرر فاحش، ضرر غیر عادی، شافعیہ نے ضرر غیر معتاد، مالکیہ نے ضرر بلا تعدی یا ضرر یقینی اور حنابلہ نے ضرر بلا قصد اور ضرر واضح کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

تحفظِ ماحول اور انسدادِ تلوث سے متعلق اسلامی تعلیمات:

شریعت اسلام کی تعلیم سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ کرہ ارض کی حفاظت اس کی تخلیق کے روز سے ہی شروع ہو گئی اور قرآن میں اس کو تاکیدی معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر وہ چیز جو ماحول کے لیے مضر ہو اس کی ممانعت ہے، اس کے ساتھ ان تمام افعال کو بھی منع کیا جو انسان کے اخلاق پر منفی اثر ڈالے، تاکہ ماحول اور معاشرہ دونوں پاکیزہ اور غیر آلودہ رہے۔

1۔ نظافت و تطہیر، حفظان صحت کے بنیادی اسباب میں سے ہے، نیز گندگی کو ختم کرنے کے لیے بھی صفائی ضروری ہے، شریعت نے اس کی اتنی تاکید کی ہے اس کو نصف ایمان قرار دیا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

ان الله طيب يحب الطيب ، نظيف يحب النظافة ، كريم يحب الكرم ، جواد يحب الجود ، فنظفوا

---

[57] Taqi al-Din Abu Al-Abbas Ahmad ibn Abdul Halim Ibn Taymiyyah, Al-Ikhtiyarat al-Fiqhiyah, Printed within Al-Fatawa al-Kubra, (Lebanon: Dar Al-Ma'arif, 1397 AH), Vol. 1, p. 479

[58] Muhammad ibn Muflah ibn Muhammad ibn Mufarraj, Shams al-Din Al-Maqdisi, Kitab al-Furu' wa Ma'ah Tashih al-Furu' li Ala al-Din Ali ibn Suleiman Al-Mardawi, (Foundation of Al-Risala Edition: 1424 AH), Vol. 6, p. 451

بیوتکم، ولا تشبھوا بالیھود التی تجمع الأکناف فی دورھا۔

"بے شک اللہ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے، صاف ہے اور صفائی کو پسند کرتا ہے، کریم ہے کرم کو پسند کرتا ہے، اور سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے، اس لئے تم لوگ اپنے گھروں کو صاف ستھرا رکھا کرو، اور ان یہود کی مشابہت اختیار مت کرو جو اپنے گھروں میں کوڑا کرکٹ جمع کرتے ہیں"[59]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

تنظفوا بکل ما استطعتم؛ فان اللہ تعالی بنی الاسلام علی النظافة، ولن یدخل الجنة الا کل نظیف

"جہاں تک تم سے ہو سکے صفائی کرو، کیونکہ اسلام کی بنیاد صفائی پر ہے اور جنت میں صرف صاف رہنے والے ہی داخل ہوں گے"[60]

دین اسلام میں پاکیزہ ماحول ہی صحت مند زندگی کا ضامن ہے۔

2. گزرگاہوں، اور عام جگہوں پر غلاظت پھینکنے سے بھی ماحولیاتی آلودگی ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ ایسے عمل کرنے سے روکا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

اتقوا الملاعن الثلاث: البراز فی الموارد والظل وقارعة الطریق

ملعون ہونے کے تین اسباب سے بچو: پانی لینے کی جگہ پر، سایہ میں (جہاں لوگ بیٹھتے ہوں) اور راستہ میں قضائے حاجت کرنے سے بچو"[61]

راستوں پر اگر کسی دوسرے شخص نے تھوک دیا تو اس اذیت کو دور کرنے پر بھی شریعت نے آمادہ کیا ہے۔

---

[59] Al-Mawsili, Abu Ya'la Ahmad ibn Ali ibn Al-Muthanna ibn Yahya ibn Isa ibn Hilal, Musnad Abu Ya'la Al-Mawsili, (Damascus: Dar Al-Ma'mun li al-Turath), Hadith Number 790

[60] Kanz al-Ummal, Husam al-Din, 'Ala al-Din Muttaqi, (Lebanon: 1979 AD), Hadith Number 26002.

[61] Sunan Ibn Majah, Abu Abdullah Ibn Yazid, (Beirut: Dar al-Jaleel), Vol. 2, Hadith Number 328

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

تا کہ راستے صاف ہوں اور زمینی اور فضائی آلودگی پیدا نہ ہو۔ آپ کا ارشاد ہے:

من اماط اذی عن طریق المسلمین کتبت لہ حسنۃ ومن تقبلت منہ حسنۃ دخل الجنۃ

''جس نے مسلمانوں کی راہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی، اور جس کی ایک نیکی قبول ہو گئی تو وہ جنت میں داخل ہو گا''[62]

دوسری حدیث میں اس کا ثواب دس گنا تک بیان کیا گیا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

من عاد مریضا او انفق علی اھلہ او ر ماز اذی عن طریق فحسنۃ بعشر امثالھا

''تم میں سے جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا یا کسی راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹایا تو اس کی نیکی دس گنا ہے''[63]

گزر گاہوں سے صفائی اور غلاظت کو دور کرنا صدقہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے ارشادات کے ذریعے ماحول کو صاف رکھنے کی تاکید کی تا کہ تمام انسانوں میں ماحول کی حفاظت کی فکر پیدا ہو اور اس کے ذریعے سے ماحول دیگر آلودگی بچایا جا سکے۔

آپ ﷺ نے عوامی مقامات سے ہٹانے والی شے کو ''اذی'' سے تعبیر کیا جو اس جانب توجہ مبذول کرتا ہے کہ مخصوص گندگی دور کرنا کافی نہیں بلکہ ان مقامات کو ہر اس چیز سے صاف رکھنا لازم ہے جو اذیت کا باعث بنے، چاہے وہ محسوس اور مرئی ہو یا غیر محسوس اور غیر مرئی ہو۔ جدید دور میں پٹرول سے پیدا ہونے والی گیسیں اور دھواں بھی بہت سے امراض کا سبب اور باعث اذیت ہے، یہ عناصر بھی ''اذی'' کے مفہوم میں داخل ہے، جسے دور کرنے کے لیے تعلیمات نبوی ﷺ موجود ہیں، لہذا گاڑی چلاتے ہوئے اس بات پر توجہ دینا ضروری ہے کہ اس کی گاڑی ماحول کو آلودہ کرنے والے دھواں سے پاک ہو۔

شریعت اسلام عوامی مقامات کے ساتھ گھریلو ماحول کو بھی صاف رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

[62] Tabarani, Sulaiman ibn Ahmad, Al-Mu'jam Al-Kabeer (Mosul: Matba'at Al-Zahra Al-Haditha), Hadith Number 16896

[63] Ibn Abi Shaybah, Abu Bakr Abdullah Ibn Muhammad Ibn Ibrahim, Al-Musannaf, (Riyadh: Maktabah Al-Rushdah), Hadith Number 26878

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

لا ینقع بول فی طست فی البیت ؛ فان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ بول ینقع ، ولا تبولن فی مغتسلك

"گھر میں کسی طشت میں پیشاب نہ رکھا جائے؛ کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب ہو، اور تم ہر گز اپنے غسل خانہ میں پیشاب مت کرو"[64]

3۔ پانی کی آلودگی اور اس سے جنم لینے والے مسائل پر قابو پانے کے لیے آپ ﷺ نے پانی آلودہ کرنے سے روکا، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یغتسل منہ

"ٹھہرے ہوئے پانی میں کوئی ہر گز پیشاب نہ کرے کہ پھر وہ اسی میں غسل کرے گا"[65]

نیز پانی کو بغیر ضرورت ضائع کرنے کے متعلق بھی تاکید کی تاکہ اس سے پانی کی آلودگی کے مسائل نہ ہوں۔آپ ﷺ نے صرف ضرورت کے مطابق پانی استعمال کرنے کا حکم دیا، یہاں تک کہ وضو اور غسل میں کم سے کم پانی خرچ کرنے کی قولی و عملی تعلیم دی، حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ مر بسعد وھو یتوضأ ، فقال ما ھذا السرف ؟ فقال أفی الوضوء اسراف ؟ قال نعم وان کنت علی نھر جار

"رسول اللہ ﷺ حضرت سعد کے پاس سے گزرے اور وہ وضو کر رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: یہ کیسا اسراف ہے؟ حضرت سعد نے کہا کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (اس میں بھی اسراف ہے) اگرچہ کہ تم بہتی ہوئی نہر سے وضو کرو"[66]

خود رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ایک لیٹر سے بھی کم صرف ایک "مد" (۶۸۸ ملی لیٹر) پانی سے وضو اور چار لیٹر پانی سے بھی کم صرف اور صرف ایک "صاع" (۳۸۰۰ ملی لیٹر) پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔[67]

---

[64] Abu Al-Qasim Sulaiman ibn Ahmad Tabarani, Al-Mu'jam Al-Awsat, Hadith Number 2077
[65] Abu Abdullah Muhammad ibn Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Hadith Number 424
[66] Ibn Majah: 419
[67] Bukhari: 194

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

4۔ جنگلات کو بلا ضرورت کاٹنے اور خون خرابہ کرنے سے بھی ماحولیاتی آلودگی پیدا ہوتی ہے، اسلام نے ایسے عمل کو فساد کے مترادف قرار دیا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ

"جب وہ زمین کی طرف رخ کرتا ہے اور اس میں کوشش کرتا ہے، کہ یہاں بگاڑ پیدا کرے، کھیتی اور نسلوں کو برباد کرتا ہے، اور اللہ ایسے کرنے والوں کو پسند نہیں"[68]

آپ ﷺ جنگی حالات میں نیز غزوات وسرایا میں فوج کو روانہ کرتے وقت خصوصی وصیت کرتے تھے کہ وہ جنگ کے دوران فصلوں اور باغات کو ہلاک نہ کرے اور نہ ہی بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کریں[69] آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء ان جنگی تعلیمات کو مد نظر رکھتے تھے اور فوج کے کمانڈر کو خاص ہدایات حاصل ہوتی تھی۔ خلیفہ اول جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو یہ وصیت فرماتے "کہ کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹو اور کسی آباد مکان اور جگہ کو ویران نہ کرو۔"[70]

5۔ ماحول کو کثافت سے بچانے کے لیے جنگلات اور باغات کا ہونا ضروری ہے، آج بہت سارے ممالک نے جنگلات لگانے کی مہموں کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا ہے اور ریاست اس پر خاطر خواہ رقم خرچ کرتی ہیں تاکہ ماحول کی آلودگی پر قابو پایا جاسکے۔ اسلامی تعلیمات نے آج سے چودہ سو سول پہلے انسانوں کو ترغیب دی کہ وہ درخت لگائے، اور اس عمل کو "صدقہ جاریہ" قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ما من مسلم يغرس غرسا او يزرع زرعا فياكل منه طير او انسان او بهيمة الا كان له به صدقة

"تم میں سے جس کسی (مسلمان) نے درخت لگایا، یا کوئی فصل بوئی، پھر اس میں سے کوئی چرند پرند کچھ کھاتا ہے، تو اس کے لئے صدقہ ہے"[71]

اسی طرح آپ ﷺ کی ایک اور حدیث میں بے آباد زمینوں کو قابل کاشت بنانے کا حکم موجود ہیں۔ آپ

---

[68] Al-Baqarah 2:205
[69] Abu Bakr Ahmad ibn Hussain Bayhaqi, Al-Sunan Al-Kubra, (Mecca: Maktabah Dar Al-Baz, 1414 AH), Hadith Number 16698
[70] Abu Eisa Muhammad ibn Eisa Tirmidhi, Jami' Al-Tirmidhi (Beirut: Dar Ahya Al-Turath Al-Arabi), Hadith Number 1552
[71] Abu Abdullah Muhammad ibn Ismail, Al-Jami' Al-Sahih, Hadith Number 2152

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

ﷺ مردہ زمینوں میں جان ڈالنے کے فضائل بیان کرتے ہوئے لوگوں کو آمادہ کیا اور فرمایا:

من احیا ارضا میتة فله فیها اجر و ما اکلت العافیة منها فهو له صدقة

"تم میں سے جس نے کسی غیر آباد زمین کو قابل کاشت بنایا تو اس کے لئے ایسا عمل کرنے پر ثواب ہے ،حیوانات اور پرندے اگر انسانوں کے رزق میں سے کچھ حاصل کر لیتے ہیں یا کچھ کھا لیتے ہیں تو س کے لئے اتنے صدقہ کا ثواب ہے"[72]

6۔ بے شمار نوع کے حیوانات و پرندے یا کوئی اور غیر حیات شے کی بقا ماحولیاتی تحفظ کی ضامن ہیں، بغیر ضرورت کے پرندوں اور جانوروں کا شکار ماحولیات کا نظام درہم برہم کر سکتا ہے۔ بعض کیمکل اور مضر دوائیں پانی میں مچھلی مارنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں جو ساتھ ہی پانی کو بھی آلودہ کر دیتا ہے اور اس میں رہنے والی دوسری مخلوق کی معدومیت کا باعث بن سکتا ہے۔ شریعت نے ایسے عمل سے منع کیا ہے اور ان جانوروں کو مارنے سے بھی روکا ہے جن کا گوشت حلال نہیں ہے، کیونکہ ایسے جانوروں کو مارنے سے نقصان دہ اثرات متوقع ہیں، حرام جانور کے گوشت سے مضرت کا اندیشہ یقینی ہے ۔ ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ نهی عن قتل اربع من الدواب: النملة والنحلة والهدهد والصرد

"نبی ﷺ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا"[73]

ان چاروں کے قتل کی ممانعت کی وجہ لکھتے ہوئے علامہ سندی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ان المذکورات محرمة لایجوز تناولها والا لجاز اخذها وذبحها للاکل

"مذکورہ چاروں حرام ہیں ان کو کھانا ناجائز ہے، ورنہ ان کو پکڑنا اور کھانے کے لئے ذبح کرنا حلال ہوتا"[74]

اسی طرح شریعت اسلام نے حلال جانوروں کے شکار کرنے اور بلا ضرورت ذبح کرنے پر قید لگائی، صرف نفع کے حصول کے لیے ان کو ذبح نہ کیا جائے اور نہ ہی شوقیہ شکار کرنا جائز ہیں۔ آپ ﷺ کا اس ضمن میں ایک فرمان ہے:

---

[72] Musnad Ahmad: 13976
[73] Sunan Abi Dawood, Chapter on Killing Lice, Hadith Number 2907
[74] Hashiyah Ibn Majah, Vol. 6, p. 240

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

من قتل عصفورا عبثا عج الی اللہ عزوجل یوم القیامة یقول یا رب ان فلانا قتلنی عبثا ولم یقتلنی لمنفعة

"تم میں سے جس نے چڑیا کو بلا ضرورت مار دیا تو وہ ہی چڑیا قیامت کے روز اللہ کے سامنے کہے گی کہ اے اللہ! فلاں نے مجھے اپنے نفع کی خاطر نہیں بلکہ بغیر ضرورت کے مار دیا"[75]

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ یہاں صرف "عصفور" کا معنی نہیں لیا جایئگا بلکہ ان تمام جانوروں اور پرندوں پر اس کا حکم لاگو کیا جایئگا جن کا گوشت حلال و جائز ہیں ان کو کسی منفعت کی وجہ سے ذبح کرنا جائز عمل ہے اور بغیر انتفاع کے یہ عمل ممنوع ہے۔

آپ ﷺ اس سلسلے میں ایک حدیث بیان کی،

من قتل عصفورا فما فوقھا بغیر حقھا سال اللہ عزوجل عنھا یوم القیامة قیل یا رسول اللہ فما حقھا؟ قال حقھا ان یذ بحھا فیا کلھا ولا یقطع راسھا یر می بھا

"جس نے عصفور کا یا اس سے بڑے کسی (چرند و پرند) کا ناحق قتل کیا تو قیامت کے دن اللہ اس کے بارے میں پوچھے گا، (راوی کہتے ہیں) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو ذبح کرے تو اسے کھائے اور اس کے سر کو (ذبح کرتے وقت) کاٹ کر نہ پھینکے"[76]

احادیث کی روشنی سے حلال جانوروں اور پرندوں کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت اسلام نے ان کو بغیر کسی وجہ سے ذبح کرنے اور شکار کرنے سے روکا ہے، تاکہ ان کی زندگی کسی خطرات سے دوچار نہ ہو، ان کی حیات و بقا میں فطرت کی حیات ہے، ماحول میں توازن انہی کی حیات سے مضمر ہے۔

7۔ اللہ تعالیٰ نے زمین میں توازن اور ہم آہنگی کا عنصر رکھا ہے انسان کو چاہیے کہ وہ اس فطری حسن و توازن کے نظام کو برقرار رکھے اور اپنے کسی غلط طرز سے ماحول کو نقصان نہ پہنچائے۔ اللہ نے زمین کو وسیع بنایا اس وسعت کو وہ اپنی آبادی سے نہ بھر سکا، مگر انسانوں نے تھوڑی تھوڑی جگہوں پر بلند و بالا عمارات بنا کر فضا کو محدود بنا دیا۔ اسلام ایسی رہائش کو ناپسند کرتا ہے جو دوسروں کے لیے ناپسندیدگی اور تکلیف کا باعث ہو،

[75] Sunan Nasai, Hadith Number 4370
[76] Sunan Nasai, Hadith Number 4274

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

،آپ ﷺ نے اس کو علامات قیامت میں شمار کیا ہے،آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ "لوگ بلند و بالا عمارتیں بنانے پر فخر کریں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کریں گے ،شریعت ایسے کام کو ناپسند کرتی ہے، کھلی فضا انسان کو فطرتاخوشگوار کرتی ہے، جبکہ محدود فضا عام انسانی زندگی کو متاثر کر دیتی ہے، وہ ملک جہاں بلند عمارات بکثرت ہیں وہاں کا ماحول غیر فطری ہو چکا ہے۔

احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دین اسلام نے آلودگی کو ماحول کے لیے کس حد تک ناپسند کیا ہے ۔تحفظ ماحول کے لیے جامع اقدامات کئے ہیں اور تحفظ ماحول کے ضمن میں بے شمار مثالیں موجود ہیں جنہیں اختیار کر لینے سے عصر حاضر میں موجود تمام آلودگیوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔اسلامی تعلیمات کے ذریعے ماحول کو توازن اور فطرت سے ہم آہنگی ممکن ہے۔ اسلام نے جہاں ماحول کو آلودگی سے بچانے کے اقدامات کئے ہیں وہیں آلودہ ماحول سے انسانوں کی حفاظت کی خاطر حکمت عملی میں شامل کر دیا ہے۔اس کی وجہ سے فرد گندگی کے نقصان دہ اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ مثلاً

وضو کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے اور بے شمار وضو کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، عام طور پر نماز پڑھنے کے لیے دن میں پانچ مرتبہ نمازی وضو کرتے ہیں، جس کے لیے ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک صاف کرنا، منہ، بازوں اور پاؤں تک کو دھونا شامل ہیں جو کہ وضو کے اعمال ہے ایسا کرنے سے نمازی کے بدن ہر قسم کی میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے ۔تازہ ترین تحقیق سے یہ مفید عمل ہے، یہاں تک کہ ہاتھ دھونا انسان کو بہت سارے مضر جراثیم سے محفوظ ہو جاتا ہے ، اسی پیش نظر UNO کی جانب سے اس شعور کی آگاہی کے لیے ۱۵ ، اکتوبر کو (Hand washing Day) منایا جاتا ہے، شریعت اسلام نے ہاتھ دھونے کے عمل کو مسلمانوں کی زندگی میں جملہ اعمال کے ساتھ رکھ دیا ہے، کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونا، وضو میں سب سے پہلے ہاتھوں کو دھونا، قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد مٹی یا صابن سے ہاتھ دھونا یہاں تک کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی اسلام تعلیم دیتا ہے، اس طرح دن میں کئی بار ایک مسلمان ہاتھ دھو کر گندگی سے محفوظ رہتا ہے۔

اسلام نے تمام تر آلودگیوں پر روک لگائی ہے، اور ایسے جامع احکام اور تعلیمات دئے ہیں، جن سے ہر قسم کی ماحولیاتی آلودگیاں ختم ہوتی ہیں اور پاک وصاف ماحول اور معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اسلام تمام تر آلودگیوں کا مخالف ہے، اور وہ معاشرہ کو آلودگیوں سے پاک دیکھنا چاہتا ہے۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

سفارشات:

اس ضمن میں چند ایک سفارشات درج ذیل ہیں:

1۔ صنعت کاروں پر واجب ہے کہ اگر ایسی صنعتیں قائم کریں جو آلودگی پیدا کرتی ہوں تو ایسے وسائل بھی استعمال کریں جو ان آلودگیوں کو تحلیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں، تاکہ ماحول کو اور ماحول کے واسطے سے دوسرے انسانوں کو اسکا نقصان نہیں پہنچے۔

2۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ملک میں آنا بعض جہتوں سے یقیناً مفید ہے کہ اس سے مارکیٹ میں مسابقت پیدا ہوتی ہے، اور صارفین کو معیاری اشیاء فراہم ہوتی ہیں، لیکن یہ صنعتیں اپنے ساتھ صنعتی فضلوں کا انبار اور مختلف نوع کی آلودگیاں بھی ساتھ لا رہی ہیں، ملکی کمپنیاں ہوں یا غیر ملکی، ان کے لئے ایسے قوانین بنائے جائیں اور ان پر عمل کا پابند کیا جائے جو ماحول کے تحفظ میں معاون ہو اور مضر اثرات سے بچاتے ہوں۔

3۔ اس وقت ماحولیاتی آلودگی کے سبب جن خطرات سے دنیا دوچار ہے یہ زیادہ تر ترقی یافتہ ممالک کی دَین ہے، ان ممالک نے زیادہ سے زیادہ نفع کمانے اور سستی سے سستی پیداوار حاصل کرنے کی غرض سے صنعتوں کو ماحول دوست بنانے پر توجہ نہیں دی اور آلودگیوں کو تحلیل کرنے کے وسائل اختیار نہیں کئے، یہاں تک کہ اب جب کہ آلودگی کا مسئلہ ایک بھیانک صورت حال اختیار کر چکا ہے، وہ اس کے اثرات کو دور کرنے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں قبول کرنے سے گریز کر رہے ہیں، سمینار مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انسانیت کے تئیں اپنے رویہ کو درست کریں اور حکومت ہند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور ایک اہم عالمی طاقت ہونے کی حیثیت سے اس سلسلہ میں ترقی یافتہ ممالک کو ان کی ذمہ داریوں کا پابند کرنے کی کوشش کرے۔

4۔ تمام افراد وہ اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کریں، ایسی چیزیں جو آبادی میں آلودگی پیدا کرنے والی ہیں اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے والی ہیں، جیسے راستوں اور آبادیوں کے درمیان قضاء حاجت، گھر سے سے باہر کھلی ہوئی نالیاں نکالنا، صاف جمع شدہ پانی میں گندگیوں کا اخراج، آبادی کے درمیان بھٹی اور چمنیاں قائم کرنا، گاڑیوں میں کراسن تیل کا استعمال، بے جا طریقہ پر لاؤڈا سپیکر کا استعمال وغیرہ، ان سے احتراز کریں، تاکہ سماج خطرناک بیماریوں اور دوسرے نقصانات سے محفوظ رہے۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 2 || July-December 2023 || P. 152-179
https://doi.org/10.29370/siarj/issue17urduar8

خلاصہ بحث:

ماحولیاتی تلوث پر منفعت و ضرر سے متعلق فقہی آراء کا تجزیہ دلالت کرتا ہے کہ جزئیات اور بعض تطبیقات میں اختلاف کے باوجود تقریباً تمام ہی فقہاء اس کلیہ سے اتفاق رکھتے ہیں کہ شخصی تصرفات میں ہر قسم کے ضرر سے بچنا ممکن نہیں اور نہ شریعت میں یہ مطلوب ہے، بلکہ ممکن حد تک ایسے عمل سے گریز کا حکم ہے جس سے دوسروں کو قابل لحاظ ضرر پہنچے، جس کو حنفیہ نے ضرر فاحش، ضرر غیر عادی، شافعیہ نے ضرر غیر معتاد، مالکیہ نے ضرر بلا تعدی یا ضرر یقینی اور حنابلہ نے ضرر بلا قصد اور ضرر واضح کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ فقہاء نے حوائج اصلیہ اور حوائج زائدہ میں فرق کیا ہے۔ شافعیہ بھی اس باب میں حنفیہ کے ہم خیال ہیں، حضرت امام شافعیؒ نے حدیث پاک "لا ضرر ولا ضرار "کا جو مفہوم پیش کیا ہے اس سے یہ وضاحت سامنے آئی کہ انسان اپنی ملکیت سے خصوصی انکار نہیں کر سکتا مگر عمومی حالات میں جس سے منفعت کا عنصر مفاد عامہ کے حق میں ہو تو اپنی ملکیت سے ایک خاص حد تک محروم کیا جائے گا ۔یعنی بعض حالات میں ماحول کے تحفظ کو فوقیت دی گئی ہے۔ مذہب حنبلی کے نزدیک منفعت اور مضرت کے مفہوم میں کافی وسعت ہے وہ فرد کے ملکیتی تصرف کے اختیار کو کم کرتے ہیں اور ارشاد نبوی ﷺ کو بنیاد بنا کر ایک نقصان سے پاک معاشرہ کی تشکیل چاہتے ہیں ان کے ہاں کسی شخص کا اپنے ملکیتی مال سے محروم رہنا اتنا خفی سا ضرر ہے۔ مگر تحفظِ ماحول یا اجتماعی زندگی کا تحفظ زیادہ اہم ہے۔ مختلف قسم کی گندگیوں سے ماحول کا آلودہ ہونا ناگزیر ہے جس سے بچنا آج ممکن نہیں مگر یہ تلوث ماحول کے لیے انتہائی مضر ہے، شریعت اسلام نے ماحول کے متعلق خصوصی احکامات ذکر کیے ہیں جس سے معاشرے کو آلودہ ہونے سے بچایا جا سکتا ہے اور تمام افراد کو صحت مند ماحول فراہم کرنا ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)